جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

کہا۔ خدا تجھے بدترین جزا دے تو نے صلح نہ ہونے دی۔ امام حسینؑ فرزند علی ابن طالب ہیں۔ وہ ہرگز نہ راضی ہوں گے کہ ابن زیاد کے مطیع ہوں۔ ناچار مجھے ان سے لڑنا پڑا۔ جو ان سے لڑے گا۔ دنیا و عقبیٰ میں اسے نجات نہ ملے گی۔ شمر نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ اگر ابن زیاد کی اطاعت منظور ہے اطاعت کرو۔ ورنہ سرداری لشکر کی مجھے دیدو۔ اس ملعون شقی نے محبت دنیا و دنی کے لئے دیدہ دانستہ عذاب ابدی کو گوارا کیا۔ اور شمر کو پیادگان لشکر ضلالت کا سردار کر کے اپنے لشکر نامسعود و جنود معدود کو حکم دیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کی جانب رخ کریں۔ شمر لعین نزدیک لشکرگاہ فرزند سید المرسلین آیا۔ اور کہا۔ میرے فرزندانِ خواہر کہاں ہیں اسلئے کہ بعض برادران آنحضرتؑ قبیلہ شمر سے تھے یہ سن کر جعفر و عباس و عثمان فرزندان جناب امیرؑ باہر آئے اور کہا کیا چاہتا ہے اس شقی نے کہا۔ چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے تم کو امان دی۔ انہوں نے کہا۔ خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسول خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب خروش و غلغلہ لشکر بداختر بلند ہوا۔ زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ باہر آئیں اور دیکھا۔ کہ سید الشہداء سر زانوئے مبارک پر رکھے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہا۔ اے برادر صدائے اہل جور و شر کو آپ نہیں سنتے۔ حضرت نے سر مبارک بلند فرمایا۔ اور کہا اے خواہر اس وقت میں نے اپنے جد بزرگوار پدر عالی و مادر گرامی و برادر نامدار کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور کہا۔ اے حسینؑ تم بہت جلد میرے پاس آؤ گے جب حضرت زینب نے یہ خبر وحشت اثر سنی اپنا منہ پیٹ لیا۔ اور فریاد و واعویلا بلند کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر گرامی عذاب و نکال تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔ تم صبر کرو۔ اور دشمنوں کی شماتت و رسوائی سے مجھے بچاؤ۔ پھر حضرت عباس آگئے۔ اور کہا لشکر مخالف ہم پر یورش کر رہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے برادر جاؤ اور ان سے دریافت کرو۔ تمہارا مطلب کیا ہے۔

بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا

پس حضرت عباس بیس سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر مخالف کی طرف گئے اور کہا۔ تمہاری اس یورش سے کیا غرض ہے۔ ان اشقیا نے کہا۔ ہم کو حکم امیر ہے۔ کہ تم سے بیعت لیں۔ اگر بیعت قبول نہ کرو۔ تم کو پاس امیر لے چلیں اور اگر انکار کرو۔ اس وقت تم سے جنگ کریں حضرت عباس نے فرمایا۔ صبر کرو میں تمہارا پیغام اپنے امام سے جا کر بیان کروں۔ جب حضرت عباسؑ ان ملاعین شقاوت اساس کا پیغام امام حسینؑ پاس لائے حضرت نے فرمایا۔ اگر ہو سکے ان سے مہلت چاہو۔ کہ لڑائی کل پر رکھیں۔ کہ میں آج کی رات وداع عبادت قاضی الحاجات کر لوں۔ اسلئے کہ میں ہمیشہ خواہان و مشتاقان نماز و استغفار و تلاوت و دعا رہا ہوں۔ غنیمت جانتا ہوں اور ایک رات کی مہلت کے طالب ہوئے۔ ان اشقیا نے مضائقہ کیا۔ تا آنکہ

لشکر کفار سے خروش بلند ہوا۔ کہ اگر ترک سے کوئی مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول خدا تم سے ایک رات کی مہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اس وقت عمر بن سعد نے لشکر شقاوت اثر میں آواز دی کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کو ایک رات کی مہلت ہم نے دی۔

خطبہ جناب سیّد الشہدا والتماس اصحاب باوفا

بعد اسکے امام حسینؑ نے اس شب اپنے اصحاب کو جمع کیا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں اس وقت بیمار تھا۔ مگر افتاں وخیزاں اپنے پدر عالی مقدار تک پہنچا۔ میں نے سنا۔ کہ حضرت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں بہترین حمد وثنائے الٰہی بجالاتا ہوں۔ اور اس کی حمد ہر نرمی وسختی ونعمت وبلا پر کرتا ہوں۔ خداوندا میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھے گرامی بہ پیغمبر رکھا۔ قرآن ہم کو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہم کو عطا فرمایا۔ چشمہائے بینا وگوشہائے شنوا ودلہائے بانور وضیا عنایت فرمائے ہیں مجھے حمد کرنے والوں میں شمار کرنا۔ امابعد تحقیق کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار نیکو کار زیادہ اور کسی کے اصحاب نہیں جانتا۔ اور اپنے اہل بیت سے پاکیزہ تر وشائستہ تر وحق شناس تر اور کسی کے اہل بیت کو نہیں پاتا ہوں خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں اور تم سے نصرت معاونت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اس وقت اندھیری رات ہے۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشقیا کو مجھ سے کام ہے۔ جب مجھے پائیں گے۔ اور کسی کو طلب نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عباس اور جمیع برادران حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگے۔ خدا وہ دن ہم کو نہ دکھائے کہ بعد آپ کے زندہ رہیں۔ ہم آپ کے دامن کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی سعادت جانتے ہیں۔ یہ سن کر امام مظلوم اولاد عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا شہادت مسلمؑ تم کو کافی ہے۔ میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادتمندوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خدا لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ جبکہ آپ ایسے بزرگ وسید وفرزند بہترین انام وفرزند پیغمبرؐ کی یاری ونصرت ہم نہ کرکے آپ کے دشمنوں سے شمشیر بازی نہ کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ جائیں ہم بھی وہاں جائیں۔ اور اپنی جان وخون کو آپ کے جان مکرم اور خون محترم پر فدا کرکے آپ کا حق ادا کریں۔ اس زندگی پر لعنت ہے جو بعد آپ ایسے امام کے ہو۔ پھر مسلمؓ بن عوسجہ اٹھے اور کہا۔ اگر ہم آپکی نصرت سے دستبردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے یہاں تک نیزہ اپنے دشمنوں کے سینوں میں لگائیں۔ اور جب تک دستہ شمشیر ہمارے ہاتھ میں رہیگا۔ آپکے مخالفوں کی جانیں نکال لیں گے

اور اگر کوئی حربہ نہ ہوگا۔ جس کے ساتھ دشمنوں سے لڑیں۔ پتھر ہم ان پر ماریں گے۔ مگر آپ کی نصرت سے دستبردار نہ ہوں گے۔ ہمارا خدا جانتا ہے کہ حرمت پیغمبر خدا کی آپ کے حق میں ہم نے رعایت کی ہے قسم بخدا اگر ہم کو معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے۔ اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اڑا دی جائیگی۔ تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اب ہم کیونکر آپ سے مفارقت کریں۔ حالانکہ ایک ہی مرتبہ تو قتل ہونا ہے۔ اور پھر وہ سعادت جاوید حاصل ہے جس کا حساب نہیں۔ بعد اسکے زہیرؓ بن قین اٹھے۔ اور کہا۔ قسم بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں۔ اور زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں اور ہزار جان سے آپؑ پر اور آپ کے اہل بیتؑ پر قربان ہو جاؤں۔ پھر جمیع سعادتمندان باوفا نے اسی طرح کلام کیا۔ اور حضرت نے ان کو دعا دی۔ بروایت دیگر حضرتؑ نے ہر ایک شخص کو اسکی جگہ بہشت میں اسکو دکھادی۔ جب انہوں نے حور و قصور نعیم موفور کو معائنہ کیا۔ ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہوا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیر ان کو معلوم بھی نہ ہوتے تھے اور شربت شہادت انہیں گوارا تھا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سید الشہداء کو گھیر لیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنی بیعت تم پر حلال کی۔ اگر منظور ہو اپنے اہل بیت سے جا ملحق ہوا اور اپنے اہل و قبائل سے کہا۔ میں نے تم کو رخصت دی۔ اسلئے کہ تم اس گروہ بیشمار سے تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر ایک گروہ منافقین و مردمان ضعیف الایمان مفارقت آنحضرت سعادت ابدی پر اختیار کر کے پراگندہ ہوگئے اور اہل بیت عزیز و اقربا و خواص اصحاب آنحضرتؑ نے کہ بقوت ایمان و یقین ممتاز عالیشان تھے کہا۔ ہم آپ سے مفارقت نہ کریں گے۔ اندوہ و بلا و محنت میں آپ کے شریک ہیں۔ اور قرب خدا کو مخصوص آپ کی خدمت گذاری پر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ درآنحالیکہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ و درجات رفیعہ نہیں بخشتا۔ مگر اس شخص کو جو اس کی راہ میں تحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو اور واضح ہو کہ تلخ و شیریں دنیائے فانی بمقابلہ جہاں باقی مثل اس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جائے فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز و رستگار ہے اور شقی و بدبخت وہ ہے۔ جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

وفاداریٔ اصحاب سید الشہدا

بروایت دیگر اس شب کو حضرتؑ نے محمد بن بشیر حضرمی سے کہا۔ تمہارے فرزند کو سرحد پر اسیر کر لیا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اس کی اور اپنی جان کا عوض آفرینندۂ جان سے میں چاہتا ہوں۔ جب حضرت نے یہ سنا فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ میں تم کو رخصت دیتا ہوں چلے جاؤ اور اپنے فرزند کو قید سے چھڑا لو۔ محمد بن بشیر نے کہا۔ مجھے درندے پھاڑ ڈالیں۔ اگر آپ سے جدا ہوں۔ پس حضرتؑ نے پانچ جامے عطا فرمائے کہ ایک ہزار درہم

ان کی قیمت تھی۔ اور فرمایا۔ ان کو اپنے فرزند کی رہائی کے لئے بھیج دو۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت نے اس شب حکم دیا۔ کہ خیمہ ہائے حرم محترم متصل ایک دوسرے کے برپا کئے گئے اور ان کے گرد خندق کھودی گئی اور لکڑیوں سے بھر دیا۔ کہ جنگ ایک طرف سے ہو اور علی اکبر کو مع تیس سوار اور بیس پیادہ کے بھیجا کہ وہ چند مشک آب بانہایت خوف و اضطراب بھر لائے۔ حضرتؑ نے اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب سے فرمایا پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے۔ اور وضو و غسل کرو۔ اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ۔ کہ وہ تمہارے کفن ہونگے اور وہ تمام رات بعبادت و دعا و تلاوت و تضرع و مناجات بسر کی صدائے تلاوت و عبادت لشکر سعادت اثر نور دیدہ خیر البشر سے بلند تھی۔ اور موافق ایک روایت کے تینتیس ۳۳ نفر لشکر عمر بد اختر سے لشکر امام حسینؑ میں داخل ہوئے اور سعادت ملازمت آنحضرتؑ اختیار کی۔ اس رات کی سحر کو امام مظلومؑ نے تہیہ سفر آخرت کیا۔ اور نورہ حضرت کیلئے اس ظرف میں جس میں بہت مشک تھا۔ تیار کیا۔ اور حضرت خیمہ مخصوص میں نورہ لگا رہے تھے۔ اس وقت بریرؓ بن خضیر ہمدانی و عبد الرحمنؓ بن عبد ربہ انصاری در خیمہ پر کھڑے منتظر تھے کہ جب آنحضرتؑ فارغ ہوں یہ بھی نورہ لگائیں۔ بریر ہمدانی اس وقت عبد الرحمن سے مذاق کرتے تھے۔ عبد الرحمن نے کہا۔ اے بریرؓ یہ ہنگام مذاق نہیں ہے۔ بریرؓ نے کہا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ میں ہرگز عہد پیری و جوانی میں مائل لہو و لعب و مذاق نہیں ہوا ہوں۔ مگر اس وقت اس وجہ سے خوش ہوں کہ جانتا ہوں کہ شہید ہونگا۔ اور بعد شہادت کے حورانِ بہشت سے ہم آغوش ہو کے نعیم ابدی آخرت سے متنعم ہونگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس شب مرض مجھ پر شدید تھا۔ اور میری پھوپھی زینبؑ خاتون مشغول تیمار داری تھیں اور میرے پدر عالی مقدار دوسرے خیمہ میں تھے۔ اور غلام ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ہتھیار۔۔۔ حرب و ضرب مرتب کر رہے تھے اور حالت مایوسی اور وداع دنیا اور حب لقائے خدا میں چند شعر اس مضمون کے پڑھتے تھے۔ اے روزگار ناپائدار تف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست دیار سے وفا نہ کی۔ کس قدر مصاحب دیار پر مہر و یار میں تو نے قتل کئے اور کسی کے بدلہ پر بھی راضی نہیں ہوتی۔ سب کی بازگشت جانب خدا ہے اور ہر زندہ کو جس راہ میں جاتا ہوں۔ وہ راہ در پیش ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب میں نے یہ اشعار محنت آثار پدر بزرگوار سے سنے جانا کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آنحضرتؑ منتظر شہادت ہیں۔ اس سبب سے میرا حال متغیر ہوگیا اور رقت مجھ پر طاری ہوئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ ولیکن بخیال اضطراب اہل بیتؑ میں نے صبر کیا۔ جب میری پھوپھی حضرت زینبؑ نے وہ سخنان وحشت انگیز سنے بیتابانہ پا برہنہ خیمہ محترم سے اپنے برادر معظم پاس گئیں۔ اور رو رو کے کہتی تھیں۔ کاش اس دن مجھے موت آجاتی کہ یہ حال آپ کا نہ دیکھتی۔ میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ شہید ہوئے۔ میری مادر گرامی زہراؑ نے بھی انتقال کیا